جمشید
پوچھتا ہی جو کیفیت حال جہان ہمسی خلیل
جام جمشید مین ہم اوسکو دکھا دیتی ہین
جلد ۱
نمبر ۴
سنہ ۱۳۱۸ھ
بابت ماہ جمادی الثانی
مرتبہ
حکیم محمد ابراہیم خان خلیل
مطبع ابراہیمیہ واقع کاچی گوڑہ سی شائع ہوا
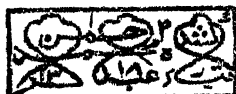
ضوابط

(۱) یہہ رسالہ علمی مضامین و سوانح عمریان وحالات شاہان و مفید اور دلچسپ ناول وغیرہ درج کرنیکی کوشش کرتا رہیگا۔

(۲) یہہ رسالہ ہر ماہ ہلالی کی پہلی تاریخ کو مطبع ابراہیمیہ واقع محلہ کاچی گوڑہ بلدہ حیدرآباد دکن سے طبع ہوا کریگا۔

(۳) بلا قیمت پیشگی یہہ رسالہ کسی صاحب کے نام جاری نہوگا۔

(۴) جو صاحب مضامین اعلی درجہ کے ارسال فرماوینگے اگر قابل پسند ہونگے درج کئے جائینگے۔

(۵) جو صاحب نامہ نگاری کرینگے انکی خدمت مین رسالہ بلا قیمت جاری کردیا جائیگا۔ مضامین پاک و صاف ہونے چاہئین۔

(۶) اجرت تقسیم اشتہارات بطور ضمیمہ فیصدی (۸ر) اور درج رسالہ کرنیکے لئے فی سطر دو آنہ (۲ر) لیجائیگی۔

(۷) مضامین و روانگی منی آڈر اور ہر قسم کی خط و کتابت بنام حکیم مالک مطبع ابراہیمیہ و رسالہ جام جمشید واقع محلہ کاچی گوڑہ دیالال بہار مینیجر رسالہ جام جمشید محلہ گولیگوڑہ متصل مسجد سنگ بلدہ حیدرآباد دکن آنا چاہئے

قیمت سالانہ پیشگی

نمبر	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ماہانہ
والیان ملک	[illegible]	سے/	للعہ	عہ/
امرا و عہدہ داران	سے/	للعہ	[illegible]	۱۲/
عام خریداران	سے/	[illegible]	[illegible]	۶/

التماس

مہربانی فرماکر اسکو ملاحظہ ضرور کیجیے

حضرات! چونکہ ملک اور قوم مین روز بروز اشاعت علوم و ترقی فنون کا چرچا پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے ہمنے بھی عالی دماغ مضامین نگارون اور واقفان رموز کے فیوضات عالم ہونے اور نیز واقفون کو وقایق و تحقیقات علمی کے فائدے اٹھانے کی غرض سے اس رسالہ کو جاری کیا ہے۔

یہہ ناچیز رسالہ ابہی اس لایق تو نہین ہے جسکی نسبت دعوے کیا جائے کہ آپ کی قدر شناسی کے بہروسے پر شایع کیا گیا ہے۔ مگر ہان یہہ کہنا کچھہ غلط بہی نہ ہوگا کہ اسکی اشاعت آپکی عنایت۔ مہربانی اور دستگیری کے بہروسے پر ہوی ہے۔ اگر آپ توجہ سے کام نہ لین تو لابد اس غلط خادم کی ہستی بہی قایم رہ سکتی ہے۔ اور اسکی صوری و معنوی حالت مین روز افزون ترقی بہی ممکن ہے اسکے تین نمبر آپ ملاحظہ کر چکے ہین اب چوتہا نمبر یہہ ہے۔ جو آپکی پیش نظر رکہا ہوا ہے

آپسے دو باتیں عرض کیجاتی ہیں۔ ایک تو یہہ کہ براہ کرم سرسری نظر سے اسکو نہ دیکھے
بالاستیعاب ملاحظہ کیجیے۔ چونکہ قوم کی فائدہ رسانی کا آلہ ہے۔ اور آپکے ملک کا ہی
اسلئے اسکے عیوب نکالیے اور ہمکو اوس سے مطلع فرمائیے ممنونی کے ساتھ اصلاح
و درستی میں کوشش کیجاویگی۔ دوسرے اسکی اشاعت کا سلسلہ قایم رہنے کیلئے
جو چندہ مقرر ہے اور اوسکے عطا ہونے کی جانب ابتک اکثر حضرات کے دست
کرم نے اپنا چہرہ نہیں دکھایا ہے وہ عنایت فرمایا جاوے۔ آپ از رہ
انصاف خیال فرما سکتے ہیں کہ نہ اسکے چندہ کی رقم ایسی رقم ہے جسکو بقصد اعانت
آپکی دریا دلی قطرہ کے برابر بھی سمجھ سکتی ہے۔ اور نہ یہہ وہ کام ہے کہ آپ اسکا ثبوت پیشتر
کرنا ضرور معلوم ہوتا ہو

ہمکو امید ہے کہ ہمارے معزز اہل ملک ضرور ضرور ہماری اس گزارش
پر توجہ فرماوینگے۔ اور ہمکو اپنے کام میں افسردہ نہ ہونے دینگے۔
ع بر کریمان کارہا دشوار نیست۔

المشتہر
مالک و منیجر

مضامین نگار صاحبو

آپ خوب جانتے ہیں کہ اخباروں اور رسالوں کی ہستی مضمون نگاروں پر موقوف

اور شوقینون کی جتنی ضرورت ہوتی ہے اوس سے کچھہ کم نامہ نگارون کے مضمون نگارونکی نہین ہوتی۔ اسواسطے کہ مقدم الذکر علت غائی ہین تو موخر الذکر جام جمشید ایک ہی شراب ہے جو صرف اسی کے خمخانہ فکر کی ہو انجمن کے مختلف المذاق والطبایع اراکین کو نہین چھکا سکتا۔ پس اس جام کو طرح طرح کی مے سخن سے لبریز ہونا چاہئے اور یہہ آپ کی توجہ کے بغیر ممکن نہین۔

آپکا بے چین دل اور طبیعت عالم تو کسی وقت نچلا نہین رہ سکتا۔ اسواسطے کہ مبدا فیاض سے آپ نادرہ در صور و تشبیہ ہین۔ پھر جام جمشید کو اور اوسکے اون اہل بزم کو جہان دور دور مین آتا ہے۔ اپنے خیالات کی بادۂ ناب سے کیون سرشار نہین فرماتے ؎

گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی

اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

عذر و ہن اور بہانون کو تو معاف کیجے۔ اٹھئے اور اس قومی خادم کی دستگیری کیجے۔ ورنہ طبیعت کی روانی۔ قلم کی جولانی۔ خیالات کی نفاست زبان کی لطافت جام جمشید کی معرفت ہی دکھلانے اور دکھائیے

ملتمس

منیجر جام جمشید

علیاحضرت قیصر ہند ملکہ معظمہ کے اسپیچ کا خلاصہ

یہہ بڑی امید فزا اور اطاعت و فرمانبرداریکا مادہ قوی کرنے کی بات ہی کہ ہمارے مدبرانہ سلطنتہ عظمیہ اور نیک نفس شاہنشاہ کو فی اسرار و الفرا ہمارے نیک و بدحالت کے جا پہنچے اور ہمارے ساتہہ خلق عمیم سے پیش آنے پر پوری توجہ ہوئی ہے علیاحضرت ممدوحہ نے اسوقت دارالوکلار کے ختم ہونے پر حسب معمول جو اسپیچ فرمائی ہے اور لارڈ چینسلر نے پارلیمنٹ کے معزز ممبرون کے روبرو پڑہکر سنائی ہے اوسکے دیکہنے سے اچہی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضور ممدوحہ کو اپنی رعایائے ہند کے ساتہہ کس درجہ نظر التفات ہے۔

ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے اس تقریر دل پذیر کا وحصہ جو ہماری حالت سے متعلق ہے اور حضرات شاہنشاہی کے اخلاق تامہ کا ثبوت ہے ذیل مین درج ہے

"میری ہندوستانی مملکت مین پچہلے موسم خزان مین بارش نہ ہونے کے سبب سے اس ملک کے بہت بڑے حصہ پر تباہی اور بربادی نازل ہوئی ہے گورنمنٹ کیجانب سے وہان کے لوگون کے مصائب رفع کرنے اور اون کو فاقہ کے تکالیف سے بچانیکے متعلق بہت کچہہ کوشش کی گئی ہے۔ میرے افسرون اور نیز ہندوستان کے بعض ایسے خوش باش لوگون نے جیسے کچہہ سرگرمی اور مستعدی کا اظہار کیا ہے وہ بہر نہیج مستحق تعریف ہے۔ اس سال اگرچہ بارش

دیر مین ہوتی ہے - مگر یہہ بہی امید ہے کہ بارش کی مجموعی مقدار قحط کی تکلیفون کو دور کریگی - اور ہندوستان کے باشندون کو اپنی اوقات بسر کرنیکے دلایل بہم پہنچ جاوینگے ۔ گو طاعون کے وبا کا سلسلہ ابہی جاری ہے - لیکن اوسمین بہت کچھ تخفیف ہوگئی ہے ۔ اور اموات کی تعداد مین لایق اطمینان کمی معلوم ہوتی ہے -"

اگرچہ رعایائے ہند کی وفاداری اور فرمانبرداری اسکی مستحق ہے کہ نازک وقتون مین شاہنشاہ کو اوسکا ایسا ہی خیال رہے - مگر پہر بہی علیا حضرت ممدوحہ کی اس خاص غمگساری اور کریمانہ توجہ کا ہمکو دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے اور اس انداز کرم پر دل نثار کرنا لازم ہے -

اُٹھا ہون ترے لطف کا شرمندۂ احسان
سر میرا ترے سر کی قسم اٹھہ نہین سکتا -

ایک نیاز نانہ مدرسہ

چمنستان علم کے گلگشت کرنے والو! آئیے ! آج ہم آپکو ایک نئی باغ کی سیر کراتے ہین - اگرچہ ہمارے مقام سے وہ جائے فاصلہ پر ہے - لیکن ہمت نہ ہارئیے شوق سکے آنکھون اور کانون سے کام لینا پڑے گا - لیجئے ذرا ملک برہما کی طرف آنکہہ اٹہاکر دیکہئے - وہ جو سامنے اوسکا ایک شہر نظر آتا ہے جسکا نام رنگون مشہور ہے ملاحظہ کیجئے اوسمین کیا کیا پیارا علم کا باغ لگا ہے ابہی جدید تیار ہوا ہے کیا ننہی ننہی پیاری پیاری گودہ لگی ہے ہماری قومی بہو بیٹیان کیسی بیٹہی ہوئی ہین اور کیسی میٹہی میٹہی آوازون سے اپنا اپنے سبق

پڑھ رہین ہین- انکی اوستادنیان تو ہندوستانی معلوم ہوتی ہین- کیا سچ مچ ہندوستانی
ہی ہین ؟ ہان !! ہندوستانی ہین بلکہ وضع سے بول چال سے اور لب ولہجہ
سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شہر دہلی کی رہنے والیان ہین- لو صاحب ! اس
شہر کی رہنے والیان ہین جو اردو زبان کا جنم بہم ہے- اب تو برہمان مین اردو
زبان کی خوب ترقی ہوجاے گی-
آہا ! کل اسی کے افتتاح کا جلسہ تہا- ہزآونر **لفٹننٹ گورنر بہادر** حکام اور
عمائد شہر اسی باغ کی چمن آرائی مین شریک ہونے کے لئے تشریف لائے تھے-
آپنے سُنا !! اس باغ کے چمن آرا اور بانی کون ہین ؟ **سیٹھہ اسمٰعیل خان**
صاحب ہین- رنگون کے نامی گرامی- مقدور دار اور من چلے رئیس اور سیٹھہ
بالفعل عالی حوصلہ نے ۳۲ ہزار روپیہ اپنی گرہ کے لگاکر مدرسہ کا مکان بنایا ہے
اور تعلیم کے خرچ کا سارا بوجھہ اپنی کمرِ ہمت پر اٹھایا ہے-
یہہ تو ابہی نہین معلوم کہ اس زنانہ مدرسہ کا کیا نام رکہا ہے- اور تعلیم کا
انتظام کس ڈہنگ سے کیا ہے- ہان اتنا سُنا جاتا ہے کہ مسلمانون کی لڑکیان
اس مین داخل کی گئی ہین جنکی تعداد پہلے دن تئیس کے قریب تہی- عجب نہین کہ
مدرسہ مین دنیاوی علوم کے ساتہہ علوم دینی- آداب معاشرت اور طریقہ خانہ داری
کے بہی تعلیم ہو- لڑکیون کو سینا پرونا- رکہنا ٹوکنا اور پکانا سکہانا بہی ضروری ہے
واللہ ! سیٹھہ صاحب نے بڑا کام کیا- آپ دیکہئے گا رنگون کے اور لوگ
بہی اس آبادی مین ضرور دریا دلی کو کام فرماوینگے-

اردو زبان کو ہندوستان کی دوسری زبانون پر ضرور فوقیت حاصل ہے

ہندوستان کے مختلف حصون مین تخمینا اکیس بائیس زبانون یوپی پوربی۔ بنگالی۔ تلنگی۔ مرہٹی۔ کنڈری۔ اور پنجابی وغیرہم بولی جاتی ہین اور ان مین سے بعض زبانون کی گریمر بہی ہے۔ اور اون مین فی الجملہ خط وکتابت بہی ہوتی ہے۔ لیکن اگر بنظر یمن دیکہا جائے تو ان زبانون مین اردو زبان کو اب سب زبانون پر تفوق حاصل ہی۔ فکر وتامل کرنے سے اس تفوق کی بہت سی وجہین ایسی پیدا ہو سکتی ہین جو ہمارے دعوے کی مصدق ومؤید ہون۔ بادی النظر مین جتنی ہمکو سوجہی ہین وہ یہہ ہے۔

(۱) جب سنسکرت اور پراکت وغیرہ کی طرح ہندی نے بہی زبان سے منہہ پہیر کر اور قلم سے ہاتہہ اوٹہا کر پوتہیون اور بہیون کے اوراق مین گوشہ نشینی اختیار کی اور فارسی زبان نے بجاے اوسکے اپنا سکہ بٹہایا تو اردو ہی تہی جسنے فارسی کو دہکیل کر اوسکی جگہہ لی اور بولنے اور لکہنے پڑہنے پر پورا قابو کر لیا۔

(۲) ادنی تغیر کے ساتہہ تمام قطعات ہند مین اسکا رواج ہو گیا۔

(۳) اردو جاننے والا ہند مین ہر جاے اپنی مطلب برآری اس زبان کے ذریعہ سے کر سکتا ہے۔

(۴) نہ صرف مسلمان بلکہ ہندون کا بہی بڑا حصہ اس زبان مین بات چیت

کرتا ہے - لکھا پڑھا جاتا ہے - کتابوں کو [illegible] تالیف اور ترجمہ کرنا ق
ہند کی دوسری زبانوں کو ان باتوں میں اردو سے کوئی [illegible] دخل نہیں ہے
(۵) اردو اتنی آسان زبان اور سلیس ہے کہ غیر زبان والا اسکو بہت جلد
سمجھ سکتا ہے اور سیکھ سکتا ہے -

(۶) ہندوستان میں جتنے اخبارات رسالے اور اشتہارات تجارتی وغیرہ چھپتے ہیں
ان میں زیادہ تر اسی زبان کے ہوتے ہیں - اگر نسبت لگائی جاوے تو [illegible]
کسی اعتبار سے کوئی نسبت نہ نکلے گی -

(۷) اس زبان میں ہر قسم کے خیالات ظاہر کرنے - ہر طرح کے مضمون
لکھنے اور ہر پہلو سے گفتگو کرنے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے بہت تھوڑی سی کمی
کسر رہ گئی ہے -

(۸) یہہ زبان انگریزی سلطنت عالیہ میں سترگ یادگار ہو گئی ہے - اس لئے
کہ اگرچہ اسکی ابتدا مغلیہ دربار سے ہوئی تھی - لیکن ترقی تراش خراش
اور ترویج برٹش عہد میں برٹش عہدہ داروں کی خاص توجہ سے ہوئی ہے -
جیسا کہ کتب مصنفہ و مترجمہ سابقہ سے ظاہر ہوتا ہے -

(۹) علوم قدیمہ میں سے شاذ و نادر کوئی علم باقی رہا ہوگا جس نے اس زبان
کا لباس نہ پہنا ہو - تقریباً پچاس ساٹھہ برس سے علوم جدیدہ پر بھی اس نے
پنجے گڑونے شروع کر دئے -

(۱۰) اسکی پرانی تحریر کی شاعری کا آفتاب تو وسط السما تک پہنچ گیا ہے - اور
جدید تحریر کی شاعری بھی [illegible] فروغ پا اُبھری جاتی ہے - جو ملک کو امید [illegible]

فائدہ پہنچانی والی ہے۔
(۱۱) اکیس بائیس زبانون مین اردو ہندوستان کی خاص زبان سمجھی جاتی ہے
ممالک غیر مین تلنگی۔ پنجابی وغیرہ کو کوی ہندوستان کی مروجہ عام زبان نہین
جانتا۔ اور نہ جان سکتا ہے۔ اگر اردو کے گلے پر چہری پہرے تو پہر کونسی زبان
ہند کی عام اور مستقل زبان ہوگی؟ کوئی نہین ہوسکتی۔ اور ہو تو سینکڑون برس مین
(۱۲) سب سے اعلیٰ اور قابل فخر یہہ وجہ ہے کہ علیا حضرت قیصر ہند ملکہ معظمہ نے
اس زبان کو سیکہہ کر اسکی چوٹی آسمان پر چڑہا دی۔ اور اس بات کو ثابت کر دیا کہ
دربار شاہی مین اس زبان کو ہند کے مستقل اور عام زبان خیال کیا گیا۔ اور اسی کے
رواج کو اس درجہ منظور نظر فرمایا کہ کہیں زبانون مین سے اس کے سیکہنے کا شرف
عطا کیا۔ ؎ خورشید نظر چو کرد بر سنگ ٭ یاقوت و لعل بے بہا شند۔
آج کل ہندی زبان کا ممالک مشرقیہ ہند مین اردو پر حملہ ہو رہا ہے۔
ہندی چاہتی ہے کہ اردو کو منع و نسخ کر دے مگر ایسی ہی ایسے وجوہات سے ہندوستان
کے سارے مسلمان اور اردو کے قدردان ہندو اسکی حمایت پر کہڑے ہوگئے
ہین۔ چنانچہ شہر لکہنو مین بہی جو اردو زبان کا دوسرا مرکز ہے اور جسکے قرب
و جوار مین دیوناگری کے رواج کا حکم گورنمنٹ شمالی مغربی سے صادر ہو گیا
ہے۔ ایک عظیم الشان جلسہ ۱۸ ماہ اگسٹ کو منعقد ہوا اس جلسہ مین شمالی ہند
کے بزرگان قوم اسلام اور نیز اعلیٰ طبقہ کے اہل ہنود شریک ہوئے۔ گورنمنٹ
کے رزولیوشن پر جو اسباب مین صادر ہوا غور و بحث ہوئی۔ آخر یہہ بات
قرار پائی کہ گورنمنٹ کی خدمت مین ایک میموریل بہیجا جائے۔ اگر گورنمنٹ کا منشا یہہ ہے کہ

ہندی جاننے والے بے مقدور ابھنے ہاتہہ سے ہندی مین عرائض لکھکر دیدیا کرین توحساب میان اردو کو کچھہ چون و چرا کی گنجایش نہین ہے۔ اور اگر دوسرا مطلب ہے تو بیشک اردو زبان کو ضرر پہنچیگا اور ایک اعلے درجہ کی شایستہ زبان کی ستیاناس ہو جائیگا۔

خلاصہ یہہ ہے کہ ہمارے زمانہ مین اردو زبان کو ہندوستان کی تمام زبانون پر بلاشبہہ تفوق حاصل ہے۔ اور اب یہہ زبان مٹانے کے قابل نہین۔ بلکہ بڑہانے اور معراج کمال پر پہنچانے کے لایق ہے۔

رانی اہلیا بائی کا تذکرہ

اولی العزم اور صاحب عقل و دولت
ہوئے تجہہ مین ہندوستان کیسے کیسے

یون تو ہندوستان مین بہت سی عورتین لایق و فایق ہو گزری ہین لیکن رانی اہلیا بائی جو مرہٹا قوم کی تہی وسط ہند مین اپنی قطع اور وضع کی ایک ہی ہوئی ہے۔ یہہ پاک دل۔ صاحب اقبال اور صاحب فہم رانی جو با نتہا رحمش صفات ہونیکے اور بحیثیت دانشمند فرمانروا ہو جانیکے مرہٹا خاندان کے باعث فخر اور اوراٹہارہوین صدی عیسوی کے ہندوستانی حکمرانون کے حیرگہ مین ایک چیز تہی ۱۷۳۵ء مین ملک سے شہر وجہ وہین آئی۔ اسکے والدین کا حال اس سے زیادہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ دونون مرہٹون مین سیندہیا خاندان سے تہے۔ مگر وہ ایسی شریف النفس تہی کہ اوسکو کسی اعلے خاندان مین

[illegible] کی حاجت نہ تہی - بلکہ خود خاندان کو اوس سے چار چاند لگ گئے
وہ نہایت ذکی الطبع - ذہین - عالی دماغ اور جری تہی - اونکی آنکہہ ناک رنگ
روغن کچھہ ایسا دلکش نہ تہا - ایک معمولی شکل و شمایل کی عورت تہی - قدرت
نے اوسکو ظاہری حسن زیادہ عطا فرمایا تہا - اوسکا قد میانہ - بدن چھریرا
اور رنگ گیہوان تہا - اوسکو جتنا فروغ حاصل تہا جمال سیرت سے تہا صورت
سے نہ تہا - سچ ہے مردان دلاور ہین بہ سیرت ممتاز ورنہ صورت مین کچھہ نہین تہا نیک
چلنی سے پارسائی اور پاکی باطنی کے سبب سے چہرہ بڑا پیارا اور بہولا بہولا
نظر آتا تہا جسکے دیکہنے سے صاف معلوم ہوجاتا تہا کہ یہہ بی بی مقدس ہین اور خیال ہے
کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ باجی راو پیشوا کی مان اور رگہوبا پیشوا کی دادی
اننتا بائی ملک دکہن مین آئی - اسکو اپنی خوبصورتی پر بہت ناز تہا -
اور اسنے اہلیا بائی کی شہرت سنی تہی - پہلے اپنی ایک خواص کو یہہ دریافت کرنے
کیلئے بہیجا کہ اہلیا کس شکل و صورت اور رنگ ڈہنگ کی ہے - خواص نے آکر
بیان کیا کہ - وہ کچہہ خوبصورت تو نہین ہے مگر ہان چہرہ پر نور برستا ہے -
اگرچہ اہلیا بائی کے اوائل عمر کی حالات پر فقدان کا ایسا گہرا پردہ پڑا
ہوا ہے کہ نہ وہ دریافت ہوسکتے ہین اور نہ لکہے جاسکتے ہین - اور یہہ نہین
کہا جا سکتا کہ کس طرز اور کس درجہ کی اوسکو تعلیم ہوئی تہی - لیکن چونکہ جوانی مین
اوسکو مذہبی کتابون کے دیکہنے سے بہت رغبت تہی اور زمانہ حکومت
مین بخوبی لکہنے پڑہنے کا کام کرتی تہی - اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اوسکی
تعلیم کسی نہ کسی درجہ تک اہتمام کے ساتہہ ہوئی ہے - جیسا مرہٹا خاندان کی

اکثر عورتین ہوتے ہین - یا اوسکی طبیعت کی خوبی کا اقتضا تہا جو ہوش سنبہال نے کے بعد اپنے شوق سے اتنی آنکھہ کہول لی کہ مذہبی کتابون کے دیکہنے اور سمجہنے کا سلیقہ پیدا ہو گیا - اور لکی لکہت پڑہت مین کسیکی محتاجی نہ رہی - بہرحال وہ جاہل مطلق عورت نہ تہی - خاص پڑہی لکہی تہی - اور اوسکو مذہبی کتابون کے مطالعہ کا شوق تہا -

یہہ ہونہار لڑکی اسی قابل تہی کہ کسی مہاراج کی پاٹ رانی بنتی اور اوسکو شمع لیاقت سے کوئی شاہی محل منور تہا - کہانڈے راو جو ملہر راو ہلکر والی اندور کا بیٹا تہا - اُسکے ساتہہ اسکی شادی ہوئی - یقیناً ہندوون کے رسم کے سوافق اس وقت اہلیا بائی کی تیرہ چودہ برس سے زیادہ نہ تہی -

خدا جانے دونون کے باہم وابستہ دلون مین کیا کیا ارمان بہرے ہوئے ہونگے اور کن کن چاؤ چونچلون کی آرزوئین ہونگی - لیکن ابہی ان نامراد دولہا دولہن نے اپنی زندگی کا پورا لطف نہ لیا تہا - اور اپنی کتخدائی کی حسب دلخواہ بہار نہ لوٹی تہی کہ موت کے زبردست ہاتون نے دونون میان بیوی کو جو عمر بہر کے لئے ایک دوسرے سے منعقد تہا اور کسی طرح آپس کی جدائی گوارا نکر سکتا تہا ہمیشہ کے لئے الگ کر دیا - جانتے تہے چین سے گزرینگی راتین وصل کی ہمنشین ہمکو خبر روز جدائی کی نہ تہی - اس وقت نامراد اہلیا تو بیس برس کی تہی - اور غالباً ناشاد کہانڈے راو بہی تیئس برس سے زیادہ نہ ہو - جوانمرگ کہہ اپنا پیارے دل آرام اہلیا کی سیج سے اٹہکر بستر مرگ پر ایسی سنائی کی نیند آئی کہ پہر آنکہہ ہی نہ کہلی - خستہ جگر رانڈ کو لال جوڑا اُتار کر - ہری ہری چوڑیان توڑ کر

ناک مین سے نتھہ نوچ کر اور سر کے بال کہولکر بہری جوانی مین رنڈسالا پہنا پڑا۔ بے شک اگر ایسا بائی ایک معمولی مزاج کی ہندو عورت ہوتی تو اس خیال سے کہ بچہ عمر اور جوانی کیونکر کٹے گی۔ اپنے پیارے خاوند کے ساتہہ ضرور ستی ہو جاتی۔ گو وہ بچی برنٹا تہی۔ مگر عالی دماغ اور روشن خیال ہوی تہی۔ اسکے علاوہ خدا کو اوس نے حکمرانی کا کام لینا تھا۔ اُسنے اس وحشیانہ رسم کے طرف مطلق توجہ نکی۔ پیٹی۔ روئی۔ گہنا اوتار پہینکا۔ گریبان پہاڑ ڈالا۔ سر کے بال کہولدے لیکن پہر دل کو تہام کر صبر و استقلال سے کام لیا۔ ہاے وہ اُمنگ بہرا ہوا دل۔ وہ بیس برس کی عمر خاص عیش کے دن۔ اسپر یہہ مصیبت پڑ گئی۔ خاوند کی اس بے ہنگام موت نے کیا غضب ڈہایا ہے ادجاٹا ہو سہم گل ہی مین آشیان اوسکا ہی ٹوٹ پڑے تجہہ آسمان صبیا مگر واہ رہی پاک طبیعت بائی۔ رنڈاپے کے نازک زمانہ کو کس احتیاط سے گزارا ہے۔ اپنے پاک دامن پر رائی کے برابر بہی دہبا نہ آنے دیا۔ کیسے رنگین کپڑے۔ کسا گوٹا کناری اور کہا بکابنت بناؤ خدا نے سب کچھہ دیا تہا پر اُسنے سب پر ٹہوکا۔ کسی کی آنکہہ اٹہا کر نہ دیکہا۔ یہہ وضع اختیار کر لی کہ سپید اور سادے کپڑے ہاتہہ مین چاندی کا چہلا تک نرکہا۔ البتہ گلے مین مرواریدکا مالا بطور شاہی تمغہ کے پڑا رہتا تہا۔ بجاے اوسکے کہ موتہہ کو غازہ اور بدن کو اُبٹنا ملتی۔ سر مین عطر آشبہ تیل ڈالتی۔ پٹیان جماتی۔ گہنا پہنتی۔ عمدہ اور رنگین لباس زیب تن کرتی۔ عطر ملتی۔ پہول پہنتی ہر وقت آئینہ سامنے رکھا رہتا اور اپنی آنکہہ بہون دیکہتی وہ اپنی نفس کو پرہیزگاری۔ خدا پرستی اور تہذیب اخلاق سے آراستہ رکہنی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ واقعی ستی ہونے مین تہوڑی سی

سی تکلیف تہی۔ اور یہہ عمر بہر کا جلایا تہا۔ فرہاد ضرب تیشہ سے ہی خستہ ضرب غم پیچ
پیچیدہ تو چوٹ ہین سے کڑی نہی مرنے والے خاوند نے دو ننہے ننہے پہندا
سے بچے چہوڑے۔ اونمین ایک بیٹہا تہا اور ایک بیٹی تہی۔ کرہوان جلوا بیوی نے انہین
دونون کو اپنا خاوند سمجہا۔ انہین سے دل لگایا اور اون کی ہی پرورش و تربیت
مین اپنا دل بہلایا بیٹے کا نام **مالے راو** اور بیٹی کا نام **مچہا بائی** تہا۔

افسوس کہ اہلیا بائی جیسی صابر اور ہوشمند کہ جو مین عالم جوانی مین رانڈ
ہو کر دکہیاری ہو رہی تہی دست قضا کے ہاتہہ سے ایک روز کاری زخم دل پر کہانا
پڑا۔ اوسکا سسرا ملہر راو جب مرا ہے تو اوسکے نو مہینے کے بعد مالے راو
نے بہی قضا کی۔ اور اپنی غمزدہ ماں کو اولاد کا داغ دیا۔ یہہ دو ہی آسرے اوسکے
آنسو پونچہنے کے لئے تہے۔ اونمین سے ایک تو خاک مین ملگیا۔ اب صرف پہوٹی
آنکہہ کا ایک دیدہ مچہا بائی اپنے باپ اور بہائی کی نشانی اور اہلیا بائی کے
دو دلخراش زخمون کا پہاہا رہگئی۔

ملہر راو کے بعد مالے راو اہلیا بائی کا بیٹا اور متوفی کا پوتا راج پاٹ
کا اصلی وارث تہا۔ اپنے دادا کی جگہہ ۱۷۶۵ء مین وہ ہی گدی پر بیٹہا۔ اور
نو مہینے مہاراج دہراج رہکر اور سودائی ہو کر مرگ کے زبر دست ہاتہہ سے
اپنے باپ دادا کے پاس ملک عدم کو روانہ ہوا اس وقت ملہر راو کی گدی
کا کوئی دوسرا وارث سوائے اہلیا بائی کے نظر نہ آتا تہا۔ اسمین کوشک نہین
کہ انقلاب کے وقت اہلیا بائی وصدمے اوٹہائے ہوئے تہی اور اوسکے
حواس باختہ ہونے کا وقت تہا۔ اسپر وہ کچہہ سن رسیدہ اور تجربہ کار بہی تہی

مگر چونکہ قدرت نے اوسکو استقلال و تحمل پرلے درجہ کا عنایت کیا تہا۔ اور شان حکومت اوس سے نمایان ہو رہی تہی جو اوسکی طبیعت مین ابہی ودیعت مکتوم تہی۔ اسلئے بائی نے واثق ارادہ کر لیا کہ مین حکومت کی باگین کسی کے ہاتہہ مین نہ دونگی۔ بلکہ خود اِس بوجہ کو اپنی مردانہ ہمت کے کندہے پر مردون کی طرح اُٹہاونگی۔

گنگا دہر نامی ایک سردار تہا جسکو راج مین کامل اقتدار حاصل تہا۔ اوسنے چاہا کہ سیندہیا خاندان سے کوئی لڑکا انتخاب کر کے مائی گود لے لے۔ اور اوسیکو گدی پر بٹہا دے اہلیا بائی نے یہہ صلاح نہ مانی۔ اور دعوے کیا کہ مین ایک وارث سلطنت کی جورو اور دوسرے مالک ریاست کی مان ہون مجہسے زیادہ کون مستحق ہو سکتا ہے یہہ دعوے کر کے خود گدی پر بیٹہی۔ تمام اعیان دولت اور فوج کے افسر اوسکے ساتہی اور مطیع ہو گئے۔ اس وقت اولی العزم اہلیا کی عمر تیئیس برس کی ہوگی سنہ ۱۷۶۶ء مین یہہ واقعہ پیش آیا۔ اب گنگا دہر کو یہہ سوجہی کہ اوسنے اودہر تو فوج کے سپہ سالار رگہوبا کو جو پیشوا کا چچا تہا رعب قائم کرکے اپنے ساتہہ ملا لیا۔ اودہر پیشوا اور دوسرے رئیسون سے مدد چاہی۔ اور کہلم کہلا لڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ اوراندیش بائی نے رگہوبا کو بگڑا ہوا دیکہکر سامان جنگ درست کرنا شروع کیا۔ ہاتہی کے ہودے کے چارون کونون پر چار ہتہیار رکہوا دے اور اعلان دیدیا کہ مین خود نبردآزمائی کے لئے موجود و مستعد ہون۔ وہ خود بہی سمجہے ہوئے تہے اور دشمنون کو بہی جتا دیا کہ مجہہ عورت کے ساتہہ مقابلہ کر کے تمکو ضرور ہی خفت ہوگی۔ فلاح نہین ہونیکی —

سیندہیا اور ہلکر نے گنگا دہر اور رگہوبا کو مدد دینے سے صاف انکار کر دیا۔ پیشوا نے کہلا بہیجا کہ اہلیا بائی سے ہرگز چون و چرا نکرو۔ اس تدبیر

اور جرأت کے ساتھہ دہنگا دہنگی اول العزم اور اقبالمند بائی اپنے سسر سے
اور بیٹیے کی جانشین تسلیم کرلی گئی اور دشمنون نے اوسکے مقابلہ مین مونہہ کی کہائے
اپنی عقل اور جرأت خداداد کی پشت گرمی سے گدی پر جلوہ افروز ہوتے ہی نیک نیت
اور عالی حوصلہ اہلیانے سب سے پہلے یہہ کام کیا کہ مذہبی طریقہ کے موافق جس قدر
روپیہ خزانہ مین تہا سب کا سب تلسی اور جل ہاتہہ مین لیکر محتاجون کے دینے اور خیر
خیرات کرنے کے لئے وقف کردیا۔ پہر انتظام مُلک کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔
تکاجی* ہلکر کو فوج کا سپہ سالار کیا اور گنگا دہر باغی کے ساتہہ یہہ سلوک کیا کہ بجائے
ندامت عفو تقصیرات کرکے عہدہ وزارت پر بحال کردیا۔ مختلف صوبون پر جابجا صوبہ دار
مقرر کئے اور قریب کے علاقون اور ملک مالوہ کو خاص اپنی نگرانی مین رکہا۔

اہلیا بائی نے اپنی حکومت جس طرز کی رکہی تہی اوسکا ملخص ہم اپنے مضمون
مین لکہتے ہین۔ اسکے ملاحظہ سے ناظرین سمجہہ سکتے ہین کہ اوسکی سلطنت اپنے
وقت کی ہندوستانی حکومتون مین مختار اور عمدہ اصول والی حکومتون کی فہرست
مین داخل ہونیکے قابل تہی۔ اُسنے مُلک کا اندرونی اور سرونی انتظامی نہایت خوش
اسلوبی سے وہ خود بے پردہ دربار کیا کرتی تہی۔ اور یہہ بات مرہٹا قوم مین
کچہہ معیوب نہ تہی۔ اسکے دربار مین ہر شخص حاضر ہوسکتا تہا۔ اور مستغیث عرض
معروض کرسکتا تہا۔ وہ دل سے چاہتی تہی کہ ملک سرسبز اور آباد ہوا ہے۔

---

* تکاجی اپنے آقا اہلیا بائی کا بڑا وفادار اور نمک حلال ملازم تہا۔ اگرچہ علاوہ عہدہ کے
سپہ سالاری اندور کا انتظام اُسیکے سپرد تہا۔ بلکہ مدتون وہ دکن مین ہی رہا۔

رعیت مامون و شاد رہے - اپنی رعایا مین جیسے کہتا پیتا دیکہتی تہی خوش
ہوکر اوسکے حقوق کی حفاظت کرتی تہی - جسکو مفلوک دیکہتی تہی اوسکی غمخواری کر خبرگیری
کرتی تہی - مالگزاری وصول کرنے مین نرمی اور رعایت برتتی تہی - باج گزارون
پر مہربانی کرتی تہی - رعایا کے فرقون کو خوشحال دیکہکر باغ باغ ہوتی تہی معتدل
المزاج تہی نرمی کے نرمی اور سختی کے جگہہ سختی کرتی تہی - لیکن ہر حالت مین انصاف
پر نظر رکہتی تہی - گونڈ اور بہیل وغیرہ لٹیرے تو مین سختی و نرمی سے اسکے قابو مین
آگئی تہین - انہون لوٹ مار بالکل چہوڑ دی تہی گو خود بڑی کٹی ہندنی تہی مگر
غیر مذہب والون سے ذرا تعصب نہ تہا - اپنے ہم مذہبون اور غیر مذہب
والون کو ایک آنکہہ دیکہتی تہی - عہدہ دارون کے عزل و نصب مین اوسکی
پولیسی یہہ تہی کہ جو جس عہدہ پر ہوگیا ہمیشہ اوسی پر رہا - گونڈ پنڈت گھنو بہی
اوسکا دیوان رہا - کہانڈے راو نے بیس برس تک اندور کی انتظامی
کام دیا - غرض اسکے زمانہ مین اوسکی خوش انتظامی سے سب اندرونی فتنے
اور فساد دبے رہے راجہ راج اور پرجا سکہی کا نقشہ رہا اور کسی بیرونی غنیم
کا بہی حوصلہ نہ ہوا کہ بے دہڑک چڑہائی کرتا - ایک بار اودے پور رانا نے ذرا
اکڑ فون کی تہی مگر بائی نے چوکنا ہوکر اوسکے حملہ کو اس دلیری اور ہوشیاری
سے روکا کہ وہ بہی مانگیا آخر مجبور ہوکر راجہ نے صلاح کی التجا کی - دوراندیش
امن پسند بائی نے منظور کر لیا - پہر کسی بڑے سے بڑے دشمن نے بہی

مضمون صفحہ گزشتہ

مگر اوسنے کبہی اپنے آقا سے سرتابی نہین کی وہ ہمیشہ وفاداری و اطاعت کا دم بہرتا رہا - انہین عہدہ

اوسکے طرف رخ نہین کیا۔

اوسنے بہت سے قلعہ بھی بنائے جو اوس زمانہ مین دشمنون کے روکنے اور اپنی حفاظت کے لئے نہایت کارآمد خیال کئے جاتے تھے ایک نئی سڑک نظام جادہ مین بندھیا چل زرکثیر خرچ کرکے بنائی۔ شہر اندور جو چھوٹا سا گاؤن تہا پہلے دریا کے کنارے آباد تہا اوسنے بائین کنارے پر بسایا اور اوسکو وسیع اور بارونق کیا۔ اوسکی تیس سالہ حکومت اور خوش نیتی سے اندور گاؤن سے شہر ہوگیا۔ اور اوسکے سفراء ریاست عالیہ حیدرآباد۔ سرینگا پٹن۔ ناگپور اور لکہنو مین (جو اوس ہندوستان کی بڑی بڑی ریاستین تہین اور بالکل خودمختار تہین) اور ان ریاستون کے وکلاء اسکے دربار مین موجود رہتے تہے تمام دور و دراز کی ریاستون سے اوسکی مکاتبت جاری تہی۔ یہہ خط وکتابت بڑے مضمون کے موجود ہوتی تہی۔ سارے چھوٹے بڑے ریاستین جنگ و آشتی مین اوسکی راے اور فیصلہ کو مقدم رکھتی تہی۔ اور اوسیکے کہنے پر چلتے تہے۔ پیشوا حضور نظام اور سلطان ٹیپو

(بقیہ مضمون سنہ گذشتہ)

خصوصیت سے وہ زندگی بہر بہر دل عزیز رہا اوسکا فوجی انتظام بہی ایسا تہا کہ تمام فوج اوس سے خوش اور بہت تابعدار رہی اسکے مرنے کا سبب کہ بعد رنج ہوا تکا جی کی اہلیا بائی بہی ایسی قدر کرتی تہی کہ اپنے بیٹے کے بچہ سے کم نہ سمجہتی تہی اور وہ حق شناس بہی رانی صاحبہ کو اپنی ماں سے زیادہ جانتا تہا کہتے ہین کہ تکا جی کو اوسنے متبنہ بہی کرلیا تہا۔ وہ رانی کے سامنے ہی مرا۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا اپنے باپ کی جانشینی پر سرفراز ہوا۔

اوسکی بہت عزت کرتے تھے۔

مذہب کی بہی وہ دل سے شیدای اور پابند تہی۔ مذہبی مراسم اور دان
پن مین لاکہون روپئے صرف کرتی تہی۔ اپنے تمام ممالک محروسہ مین لاکہون
روپیے صرف کرکے دہرم شالے مندر اور کنوین بنوائے۔ دور دراز ملکون
مین جو تیرتہہ کے مقامات ہین جیسے جگنناتہہ جی۔ گیا جی۔ کیدار ناتہہ جی۔ دوارکا جی وغیرہم
او نمین مندر بنوائے اور سدابرت جاری کئے۔ بنارس مین جو بشیشر ناتہہ کا مندر
اب ہے وہ اسی فیاض رانی کا بنایا ہوا ہے۔ ناظرین اہلیا بائی کی فیاضی تو آپنے سنی
جو بیشتر مذہبی دائرہ کے اندر تہی مگر ہمارے سرکار نظام کی فیاضی اب آنکہون سے
دیکہہ رہی ہین مسلمان۔ ہندو۔ عیسائی۔ اور پارسی سب اوسکے نزدیک برابر ہین۔
مسجدون۔ مندرون۔ تکیون۔ امام باڑون اور خانقاہون کے بہی برابر انعام
اور روپئے مقرر ہین۔ اگر مولویون اور مشائخون کے یومئے ہین تو پادری اور
پنڈت وغیرہ بہی محروم نہین۔ اکثر موقعون پر جو خیرات ہوتی ہے اوسمین قومی اور
مذہبی امتیاز نہین ہوتا۔ ہزارون محتاجون کو کہانا دیا جاتا ہے تیوہار کے دن
تو بڑی تیاری سے اونکی دعوت ہوتی تہی گرمی مین جب مالوہ اور دکن پانی نہونے
سے خشک لب ہوجاتا تہا تو اوسکی جانب سے جابجا پرین دآبدار خانے لگ جاتی
ہین۔ تاکہ تشنہ دہن مقیم و مسافر سیراب ہوتے ہین۔ جاڑون مین بیمارون اور
ناداروں کو کمل وغیرہ عطا ہوتی تہے۔ اوسکی سخاوت سے جانور بہی فیضیاب
ہوتے تہے۔ مقام مہیسر کے قریب کسانون کے بیلون کو پانی پلانیکے لئے
ملازم مقرر تہے۔ چونکہ یہہ فیاضی اور ہمدردی سچے دل سے تہی۔ اسلئے سب

اوسکے دعاگو۔ بہی خواہ اور ثناگو تہے اوسکے اور اخلاق بہی پسندیدہ تہے۔
جس قدر اوسکے معاصر اوسکی توقیر اور رعایا و ملازم اوسکی قدر کرتے تھے اسی قدر
اوس کے بعد والے بہی اوسکی عزت اور وقعت کی نظر سے دیکہتے ہین۔ چنانچہ
سٓلکم صاحب نے اہلیا بائی کی تعریف مین بہت پر زور فقرے لکہے ہین۔ اور اوسکی
بڑے ثناخوانی کی ہے۔ مرہٹے ابتک اوس کی خوبیون کا دم بہرتے ہین۔
اور اوسکو یاد کرتے ہین۔

اوسنے تمام کام کرنے کے لئے یون وقت باندھ رکہے تہے کہ کچھہ رات
باقی رہی بیدار ہوکر اور حوائج ضروری سے فراغت پاکر معمولی پوجا کرتی۔ پہر تہوڑی
دیر کتہا سنتی۔ اور اپنے ہاتہہ سے پن کیا کرتی۔ اسکے بعد برہمنون کو کہانا
کہلاتی۔ پہر آپ خاصہ نوش کرتی اگرچہ مرہٹا قوم مین گوشت کہانا منع نہین مگر
دال اور ترکاری ہی پر قناعت کئے ہوئے تہی۔ کہانے سے فارغ ہوکر ذرا
استراحت فرماتی۔ دو بجے کے قریب دربار کرتی۔ شام کے چہہ بجے تک
دربار کے مکان کاروبار سلطنت کو انجام دینے مین ہمہ تن مصروف رہتی۔
رات کو شام ہوتے ہی ڈہائی تین گہنٹے مین پوجا پاٹ اور کہانے سے فرصت
پاکر نو بجے سے پہر انصرام امورات سلطنت مین گیارہ بجے تک مشغول
رہتے گیارہ بجے خواب گاہ مین جاکر آرام کرتی۔ البتہ تیوہار کے دن یا
جس دن برت ہوتا تہا اوس دن انضباط مین فرق آجاتا تہا۔ ورنہ روز کے
دینی و دنیوی کامون کو اپنے اپنے وقت مین پورا کرتی تہی۔ اور جیسا
چاہئے اوس طرح کرتی تہی۔ اوسکا قول تہا کہ مین ہر کام مین خدا کی جوابدہ ہون

آدمی وہی ہے جو دنیا مین غلطان اور پیچان ہو کر عقبے کو نہ بہولے اور حکومت کی کرسی پر خدا سے غافل نہ ہو۔

خدا نے اہلیا بائی کو سب کچھہ دیا تہا رہ خوشش اقبال پارسا اور صاحب حکومت تہی اگرکوک اور رانگ کے طرف سے ہمیشہ جلتی رہی بہرپور جوانی مین خاوند مرا سیج سونی ہوئی پہر بیٹے کا داغ دیکہا۔ کوک مین آگ لگی بڑہاپے مین ایک اور دہچکا لگا جیسے جیتے جی مرگئی اور کلیجہ پکڑکر بیٹہ گئی : ہمارے ناظرین کو یاد ہو گا کہ بائی کے یہان دو بچے تہے ایک بیٹا دوسری بیٹی بیٹا تو دیوانہ ہو کر پہلے مر چکا تہا۔ بیٹی ایک آنسو پونچھنے کے لئے باقی رہ گئی تہی۔ جسکا نام مچھا بائی تہا یہہ بائی نیک سیرتی میں اپنی ماں کا نقشہ تہی چہوٹی سی عمر مین اوسکا بیاہ ہوا اور ایک بیٹے کی ماں ہونے پائی تہی کہ خاوند انتقال کیا کم سن تہی باوجود کم سن ہونے کے سمجہے ہوئی تہی کہ ماں کے بعد نہ مجہہ سے بار سلطنت اٹہہ سکیگا اور نہ میرا کہین ٹہانا ہوگا۔ خاوند کے ساتہہ ستی ہونے پر ایسی آمادہ ہوگئی کہ ماں بہتیرا روئی پیٹی اور منت زار ہوئی کہ خدا کے واسطے اپنی جان کہو کر مجہے زندہ در گور نکر مگر ہٹیلی لڑکی اپنے قصد سے نہ پہری۔ بجائے اسکے کہ ماں کا کہا مانتی اوسکو سمجہایا کہ امان تمہارا وقت آخر ہو گیا ہے تم آفتاب لب بام ہو۔ تمہارا بہرا گیا اس بندی کا خاوند مرگیا بیٹا نرا ہا میرے منہ مین خاک جب تم نہ ہو گی تو پہر میرا کون ہے مجہے لمحہ بہر کی زندگی وبال ہو جاوے گی۔ اور پہر ایسا موقع بہی نہین ملنے کا کہ مین عزت و ابرو کے ساتہہ تمہارے سامنے اپنے گہر رخصت ہو جاؤن۔ اہلیا بائی نے دیکہا کہ لڑکی کے سر پر ستی سوار

ہو گیا ہے - یہہ ایک نہین سُننے کی - ناچار چہاتی پر پتھر رکھکر کہدیا کہ اچھا
ہوہی تمہاری خوشی - اس منظر پر کیسی حسرت برستی ہوگی اور یہہ کتنا غمناک سین
ہوگا کہ اپنی ماں کی ایک لوتی لڑکی ستی ہوا جاتی ہے - اور اوسکی غمزدہ دکھیا
ماں باوجود لاکہون آدمیون پر حاکم ہونے کے بے بس ہوکر داماد کی ارتہی
اور ستی ہونیوالی بیٹی کے ساتہہ ساتہہ کانپتی اور لڑکہڑاتی پاپیادہ مرگہٹ کی
طرف کشان کشان چلی جاتی ہے - ہزارون مخلوق بحیثیت تماشائی ہمراہ ہے
اور گرد مین خلقت کا ہجوم ہے مگر سب سناٹے کا عالم چہایا ہوا ہے
اسی حالت سے اہلیا بدقسمت رونی ہاتہون سے اپنا دل تہامے
ہوئے اور دو برہمن اوسکے دونون ہاتہہ پکڑے چتا کے قریب پہنچی
دل کا تو اللہ ہی مالک تہا - مگر استقلال کے ساتہہ چتا کے آگے کہڑی
ہو گئی - جون ہی چتا مین آگ لگی اور شعلہ بہڑکا رہی غل مچا - اس وقت صبر
نہوسکا - اپنے لخت جگر کو آگ مین جلتے ہوئے دیکہکر اور ہزارہا تماشائیون
کے نعرہائے تحسین سنکر بے اختیار ہو گئی - لگی دہاڑ دہاڑ پیٹنے - بہترا
تڑپی کہ کسی طرح جاکر بیٹی کو اس جلتی آگ سے نکال لون - لیکن اب اوسکا
بس کہان تہا - آخر پچہاڑ کہاکر سرتاپا درد اہلیا زمین پر گر پڑی - اور بیہوش ہو گئی
چتا ٹہنڈی ہونے کے بعد اوسکو کچہہ ہوش آیا - برہمنون نے اس سوختہ
جان کو سمیٹا کر دریائے نربدا مین بہلایا - وہان سے آئی اور دو تین
دن تک بے حس و حرکت مردہ بنی پڑی رہی - کہیل کا دانہ تک موہنہ مین
اور پانی کا قطرہ تک حلق مین نہ گیا - مرتے کے ساتہہ کون مرتا ہے

رفتہ رفتہ دل ٹہرا اور جو اس قایم ہوے۔ تو ایک خوش وضع عمارت بیٹی کے یادگار مین بنوائی۔

ساٹہہ برس کی عمر ہو چکی تہی کچہہ کار دبار سلطنت نے اور مذہبی ریاضت نے گہلا دیا تہا۔ اوسیراسی جالنشان صدمہ نے رہا سہا بہی کام تمام کر دیا۔ انجام کار سنہ ۱۷۹۵ع مین پیمانہ عمر لبریز ہو گیا۔ دنیا وی حشم و خدم کو چہوڑ اپنی نیکیون کو اپنے ہمراہ لے درومند اہلیا اس دار فنا سے عالم بقا کو روانہ ہوئی۔ اسکے بعد خاص اسکے خاندان کا کوئی وارث ایسا نہ تہا جو اوسکا اصلی جانشین ہوتا۔ اور اوسکا نام قائم رکہتا۔ پس تکاجی ہلکر کا بیٹا جسونت راؤ اندور کی گدی پر بیٹہکر اس راج کا مالک ہو گیا اور اوسیکی اولاد آجتک اندور کی حکمرانی کرتی ہے

اعلان

چونکہ اکثر نفیس دماغ اور خوش طبع صاحبونکو خوشبو دار سگریٹ
کی خواہش ہوا کرتی ہی۔ اور وہ تکلیف گوارا فرما کر دور دراز
مقامات سی ایسے سگریٹ منگوایا کرتے ہین۔ لہذا ہمنی اونکے واسطے
مشک اور گلاب کے خوشبو کی سگریٹ جنکی مہک پینے اور
سونگھنے والونکے دماغ کو نہایت لطافت کیساتھ معطر کردے
مہیا کئی ہین جنکا دل چاہے وہ ذیل کے پتہ سے طلب فرمالین فقط

المشتہر

قیمت

بڑا ڈبا (۱۰۰) عدد ۱۲ر چھوٹا ڈبا (۱۰) عدد ۳ر